مبصّر ایگسل شیفر نے کہا "بسا اوقات مبصّرین کو سرکاری عہدے داروں نے پولنگ کا مشاہدہ کرنے سے روکے رکھا"۔

۹ دسمبر کے انتخابات میں اہلِ خاندان کے لیے ڈالے گئے ووٹوں کا سلسلہ بڑی حد تک مشاہدہ میں آیا۔ اکثر کنبوں کے سربراہوں نے اپنے اہلِ خاندان، رشتہ داروں اور حتیٰ کہ دوستوں کے ووٹ بھی پول کیے۔ حالانکہ قازق قانون کے مطابق سربراہ اپنے خاندان والوں یا رشتہ داروں کے لیے ووٹ نہیں ڈال سکتا۔ ایک فرانسیسی مبصّر نے کہا۔ "ہر تین ووٹوں میں سے ایک ووٹ مبینہ طریقے سے ڈالا گیا"۔
قازق الیکشن کمیشن کے ذرائع کے مطابق انتخابات میں شرکت کی شرح ۸۱،۷ فیصد رہی۔ حزبِ اختلاف کی معروف سیاسی پارٹیوں نے صدر نور سلطان نذر بائیف کی حکومت پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو بقول اُن کے "ان نمائشی انتخابات" سے دور رکھا۔ قازقستان کی "Azat" پارٹی کے ایک اہل کار نے کہا "ہمیں اس بات کا خدشہ ہے کہ قازقستان کی اسمبلی میں حکومت مخالف آواز قطعاً نہیں سنی جائے گی۔ ممبران کا انتخاب پہلے ہی انتظامیہ کی طرف سے ہوچکا ہے۔"

واضح رہے کہ قازقستان کی پارلیمنٹ کو پچھلے سال مارچ میں ملک کی دستوری عدالت کے اس فیصلے کے بعد کہ پچھلے پارلیمانی انتخابات غیر قانونی تھے، تحلیل کرلیا گیا تھا۔ اس وقت سے اب تک صدر نذر بائیف صدارتی فرامین کے ذریعے کاروبارِ حکومت چلاتے رہے ہیں۔

قازقستان: حقوقِ انسانی کی صورتِ حال

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں "سزائے موت" کی شرح کے اعتبار سے قازقستان کا اس وقت چین، سعودی عرب اور الجزائر کے بعد چوتھا نمبر ہے جہاں گزشتہ سال ملک میں ۱۰۱ افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ گزشتہ جولائی میں قازق ٹیلی ویژن نے جیل کی راہداری میں ایک قیدی کو گولی مارنے کا منظر براہ راست دکھایا۔

قازق حکومت کے اہل کار جناب میخائیل بارونوف نے بین الاقوامی تنظیم برائے حقوق انسانی کی طرف سے AFP کو جاری کی گئی رپورٹ میں ہلاکتوں کی اس تعداد کو مسترد کر دیا۔ البتہ انھوں نے تسلیم کیا کہ جن ۸۵ افراد کو "سزائے موت" سنائی گئی تھیں، ان کی درخواستیں گزشتہ سال ہی مسترد ہو گئی تھیں۔

میخائل بارونوف نے، جن کا تعلق قازقستان کے Pardons Board سے ہے، یہ نہیں بتایا کہ مذکورہ ۸۵ افراد کو واقعتاً پھانسی دے دی گئی ہے یا نہیں؟ انھوں نے بتایا کہ ۱۹۹۵ء کے دوران

کل ۴۹۲، ۲ افراد پر قتل کے مقدمات درج کیے گئے جو ممکنہ طور پر سزائے موت کے مستحق قرار دیے جا سکتے ہیں۔

انسانی حقوق سے متعلق مقامی تنظیم کے ایک کارکن نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ جن افراد کو سزا سنائی گئی ہے۔ ان میں ۶ افراد کی عمریں ۲۰ اور ۳۲ سال کے درمیان ہیں۔ ہیومن رائٹس ایسوسی ایشن کے اِس کارکن نے ان قیدیوں کے انجام کے بارے میں کہا "انہیں بھی باقیوں کی طرح "سزائے موت" دے دی جائے گی"۔ مذکورہ کارکن نے اپنا نام صیغۂ راز میں رکھنے کی شرط پر مزید بتایا کہ "پارڈنز بورڈ" رحم کی ہر درخواست کوردی کی ٹوکری میں پھینک دیتا ہے"۔

ایک ریٹائرڈ پولیس کرنل نے قازقستان میں انسانی حقوق کی حالتِ زار بیان کرتے ہوئے کہا:

"ملک میں سوویت عہد کے طریقہ کار پر تاحال عمل جاری ہے۔ مجرم کو نہیں معلوم ہوتا کب اسے سزائے موت دی جائے گی؟ اسے صرف اتنا بتایا جاتا ہے کہ اس کی درخواست مسترد ہو چکی ہے۔ جب اسے یہ بتا دیا جاتا ہے کہ اگلے چند دنوں میں موت اس کا مقدر ٹھہرے گی، تب اسے واپس جیل کی کوٹھڑی میں لے جایا جاتا ہے جہاں ایک پولیس والا گولی مار کر اس کا کام تمام کر دیتا ہے"۔

کرغیزستان میں استصواب

کرغیزستان کے عوام نے ۱۰ فروری کو صدر عسکرا کیئف کے اختیارات میں اضافہ کے لیے منعقد کرائے گئے استصواب میں ووٹ ڈالا۔ استصواب میں عوام سے ایک ہی سوال کیا گیا تھا کہ کیا وہ "۳ جنوری (۱۹۹۶ء) کے اس صدارتی فرمان کی تائید کرتے ہیں جس میں صدر نے کرغیزستان کے آئین میں ترامیم اور تبدیلیاں تجویز کی ہیں؟"۔

صدر عسکرا کیئف نے ۳ جنوری کے اپنے اس فرمان کے ذریعہ آئین میں بنیادی تبدیلیاں کر کے منڈی کی معیشت کی ترویج سے متعلق اقدامات جاری رکھنے کے لیے صدارتی اختیارات میں اضافہ کر دیا تھا۔ رائے دہندگان کی کل تعداد ۲۳ لاکھ تھی۔ صدر نے اپنے اس فرمان کے ذریعے کرغیز آئین میں پچاس کے قریب ترامیم متعارف کرائی تھیں۔ ان ترامیم کے نتیجے میں صدر کو قانون سازی کے وسیع تر اختیارات مل گئے ہیں۔ پارلیمنٹ کی ایوانِ زیریں کے پاس صرف بجٹ سے متعلق امور میں مداخلت کا حق رہ گیا ہے۔ نیز صدر عسکرا کیئف کو بین الاقوامی مالیاتی ادارے کی سفارشات کی روشنی میں ملک کو آزاد منڈی کی معیشت کی راہ پر ڈالنے کی کھلی چھٹی مل گئی ہے۔